International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

انسانی محنت کی حیثیت، اسکی عظمت اور دائرہ کار سورۃ البلد کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ

The Status of Human Labour its Greatness and Scope in the light of SŪrat al-Balad a Research Study

1. Dr. Shabbir Ahmad Abul Hasan,
Assistant Professor, Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan
Email: abul.hassan@iub.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-0359-5938

2. Dr. Abdul Ghaffar,
Associate Lecturer, Department of Islamic Studies,
The Islamia University of Bahawalpur, Punjab, Pakistan
Email: abdulghaffar@iub.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-8986-0266

To cite this article: Dr. Shabbir Ahmad Abul Hasan and Dr. Abdul Ghaffar. 2021. "The Status of Human Labour its Greatness and Scope in the light of SŪrat al-Balad a Research Study". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 3 (Issue 2), 197-211.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 3 || July - December 2021 || P. 197-211
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-3-2-13/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.03.02.u13
Journal Homepage	https://www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	July 2021

License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract

SŪrat al-Balad is a short SŪrah of the last Para of the Qur'an in which the Islamic way of life is presented comprehensively and in a systematic manner. The human struggle for the collective practical aspects of life is also described in the SŪrah. Organizing anything is very important, it helps to meet the social needs of the people. On this occasion, twelve essential points of individual human needs have been written in the light of the Qur'an and Sunnah, which reflect the basic tenets of Islamic society. In this short essay, all matters ranging from the personal duties of man to the collective affairs are discussed in the light of SŪrat al-Balad. It is incumbent upon every Muslim to devote his energies selflessly in these

fields of labor, not to adopt a dishonest, immoral and unprincipled and oppressive attitude because the negative attitude of struggle is fatal to humans.

Keywords: Qur'ānic text, SŪrat al-Balad, Humanitarian struggle, Islamic society.

1. تمہید اور موضوع کا تعارف

قرآن مجید کے آخری پارے کی ایک سورہ مبارکہ "البلد" ہے جو کہ سورتوں کی ترتیب میں 90 نمبر پر چھوٹی چھوٹی اور پیاری پیاری 20 آیات پر مشتمل ہے۔ اس کا کلامِ معجز اسلامی معاشرے کی اساسی افکار اور اس کے بہت سے توضیحی اور اشاراتی احکام کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اگر چہ یہ سورہ مکی ہے اور قرآن کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ عملی مسائل واحکام عموماً مدنی سورتوں میں بیان کئے جاتے ہیں، مگر یہ بھی قرآنی اعجاز ہے کہ بعض مکی سورتیں مجمل، جامع اور بلیغ انداز میں معاشرتی اصول واحکام بیان کر کے مستقبل کے مدنی عہد کی پیشگی منظر کشی کرتی ہیں اور انسانی تہذیب کے مقصود ومطلوب کی نہ صرف نشاندہی کرتی ہیں، بلکہ اس کے لئے انتھک کوشش اور جہد مسلسل پر انسان کو آمادہ کرتی ہیں۔ یہ سورہ مبارکہ چار حصوں پر مشتمل ہے:

1. رموزی حصہ جس میں قسم اور جوابِ قسم ہے۔	آیت نمبر 1 تا 4
2. مالک حقیقی کی معرفت (محنت کا دائرہ اول)	آیت نمبر 5 تا 10
3. خاندان اور معاشرہ کی معرفت (محنت کا دائرہ دوم اور سوم)	آیت نمبر 11 تا 16
4. انسانی کامیابی اور ناکامی کا معیار اور محنت کا ثمر	آیت نمبر 17 تا 20

ممکن ہے کہ اس تقسیم سے انشاءاللہ تعالیٰ آیات کا مقصود ومطلوب اور ربط وتناسب واضح ہو اور ان کے ذیلی مضامین مختلف لڑیوں میں پروئے ہوئے مرتب موتیوں کی طرح سامنے آئیں اور یہ ہماری ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔

2. حصہ اول: قرآنی رموز کا تفکر (آیت نمبر: 1 تا 4)

ابتدا میں تین قسمیں اٹھائی گئی ہیں، جن پر غور وفکر کرنے والوں کے لیے کئی سوالات پیدا ہوئے ہیں اور تفاسیر میں ان سے متعلق متعدد آراء اور تفصیلی مباحث موجود ہیں:

1). قسم سے پہلے حرف "لا" کا اضافہ کیوں کیا گیا؟

2). قسم کیوں اٹھائی گئی؟

3). شہر اور شہری سے کیا مراد ہے؟

4). باپ اور بیٹے سے کون کون مراد ہے؟

قرآن مجید کے اس اندازِ بیاں کا مقصد قارئین کو غور وفکر کی دعوت دینا ہے تاکہ مطالعہ کرنے والے بار بار سوچ سمجھ کر محنت سے ان شبہات کا حل تلاش کریں کیونکہ اشاراتی گفتگو واضح گفتگو سے زیادہ دل پذیر اور سود مند ہوتی ہے اور اربابِ علم ودانش کے لئے اس کی قدر ومنزلت زیادہ ہوتی ہے۔ قرآنی قسموں کی تاویل میں مفسرین کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے کہ یہ قسمیں تعظیم کے لیے بھی ہو سکتی ہیں اور گواہی اور دلیل کے طور پر بھی اور قسم ہوتی ہی ثبوت اور اعتماد کے لئے ہے اور قرآن حکیم میں کئی جگہوں پر مظاہر قدرت کو علامت واستدلال کے طور پر

ذکر کیا گیاہے، شمس و قمر کی روشنی، شب وروز کی تبدیلی، اورارض وسماء کی تمام مخلوق کو قدرت کی نشانی بتایا گیاہے [1]۔ اس لئے قرآن کی سوتوں کے آغاز میں جو قسمیں اٹھائی گئی ہیں خواہ وہ صریح قسم ہو یاواؤ قسمیہ کے ساتھ، بہر صورت انھیں گواہی اور دلیل بنانے میں قرآنی تائید ہے۔

جہاں تک حرف "لا" کا سوال ہے تو اس میں مختلف آراء ہیں: اکثر مفسرین نے اسے ایک حرف اثباتی و تاکیدی یازائد قرار دیااور بعض نے اسے ایک مستقل منفی جملہ قرار دے کر قسم اور جوابِ قسم سے علیحدہ کر دیا، جس کا مفہوم یہ اخذ کیا گیا کہ اس سے سورۃ کی ابتدا میں کفار کی زیر بحث باطل افکار کا انکار کرنا مطلوب ہے 2۔ اگر ہم ان ابتدائی قَسمیّہ آیات کے بعد کی آیت نمبر "5" پر غور کریں تو وہ منفی سوالیہ طرز کی حامل ہے، فرمان الٰہی ہے :"أيحسب أن لن يقدر عليه أحد؟" اس بناپر اگر ابتدائی آیات میں بھی منفی سوالیہ طریق اختیار کیا جائے، تو اس کا مطلب ہو گا کہ اللہ فرماتے ہیں: "کیامیں اس شہر کی، جبکہ آپ اس شہر کے رہائشی اور شہری ہیں اور ہر والد کی اور نومولود کی قسم نہ اٹھاوں ؟" ممکن ہے کہ یہ توجیہ قرآنی سیاق کی مناسبت کی بناپر بہتر ثابت ہو، واللہ اعلم بالصواب۔

بالعموم علماء کرام نے لفظ "البلد" سے مکہ مکرمہ اور "أنت حِلّ" سے آنجنابِ رسول اللہ ﷺ کی ذات عالیہ مراد لی ہے اور چونکہ مکہ مکرمہ ایک قدیم روایتی، تجارتی، معاشرتی مرکز اور محنت و مشقت کا مقام ہے اور اسی طرح آپ ﷺ کی محنتِ شاقہ انسانی تمام محنتوں کی جامع اور کامل محنت ہے تو اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن جب یہ سورہ ہر انسان اور ہر شہر کے لیے اتری ہے اور اس کی چوتھی آیت میں لفظ انسان آیا ہے پھر اس کی آنکھ، زبان اور ہونٹ کا ذکر ہے یا باہمی معاونت، ایمان اور صبر کا حکم دیا گیا ہے، ظاہر ہے کہ یہ مضامین تمام انسانوں کے لیے عام ہیں تو اسی طرح لفظ "البلد" اور "أنت حِلّ" سے ہر مخاطب بھی مراد لیا جاسکتا ہے 3، اور ایک سے زیادہ اکٹھی توجیہات اختیار کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ اس لئے اس سے یہ استنباط کیا جاسکتا ہے کہ یہاں جامعیت کے ساتھ دنیا کے قدیم وعظیم شہر مکہ اور دنیا کے سب سے بڑے کامیاب انسان سید الاولین والآخرین ﷺ کو خصوصی حیثیت سے، اور تمام انسانوں کو عمومی طور پر دلیل بناکر یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہر انسان کے لئے محنت و مشقت لازم ہے۔ اس طرح مذکورہ چار دلائل دو انسانی اجتماعی دائروں اور نظاموں کی شکل میں سامنے آتے ہیں:

اول: معاشرتی نظام: شہر، شہری اور انسانی آبادی کے تعلقات

دوم: خاندانی نظام: ماں باپ، اولاد، کنبہ اور رشتہ داروں کے تعلقات

انسانی اجتماعیت اور نظمِ حیات کے یہ دو ایسے ادارے اور ستون ہیں جن پر حیات انسان کی تمام تر چہل پہل کا انحصار ہے، ان میں سے ایک خصوصی اور ابتدائی جبکہ دوسرا عمومی اور انتہائی ادارہ ہے، مادی اعتبار سے انسان کی جدوجہد اپنی ذات سے باہر نکل آئے تو پھر انہیں دو دائروں کے اندر اور ان کے گرد گھومتی ہے اور اگر معاشرتی وسعت اختیار کی جائے تو جمیع بنی نوع انسان بھی اس میں سماسکتی ہے، قرآن کا تفکر سورہ کے اس حصے میں ان دونوں اداروں کا اشاراتی ذکر محسوس کرتا ہے۔

3 . حصہ دوم: مالک حقیقی کی معرفت (محنت کا دائرہ اول) آیت نمبر 5 تا 10

ان آیات کے داخلی مفہوم اور سابقہ آیات کے مضمون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی معرفت اور ان کے حقوق کو دوطرح کے دلائل سے ثابت کیا جارہاہے، ایک عائلی، سماجی اور تکوینی نظم کی مماثلت کے حوالہ سے اور دوسرے جسمانی ومادی نعمتوں کی مناسبت سے:

---

1 Al-Qur'an, Younis, 10:5-6.

2 Al-Samani, Mansour bin Muhammad, Tafseer Al-Qur'an, (Dar al-Watan, Riyadh, first edition, 1997), 6/225; Al-Nu'mani, Omar Ibn Ali, Sirajuddin, Hanbali, Al-Labab Fi Uloom al-Kitab, (Dar al-Kitab al-Alamiya, Beirut, first edition, 1998), 20/338; Shokani, Muhammad ibn Ali, Fateh al-Qadir (Dar Ibn Kathir, Damascus, 1414 AH), 5/538.

3Such that said Al-Fara : wasulh ma linnas , such that said allah in Al-Qur'an,Al-Misa,4:3 and Al-Qur'an, Al-lail,92:3.(Al-Nomani, Hanbli, Al-Lubab, 20/342.)

اسلوب اول: جس طرح سابقہ حصہ میں ثابت کیا گیا کہ خاندانی اور معاشرتی نظام کے لیے محنت درکار ہے اور اس جدوجہد کے بغیر نظم حیات کا قیام ممکن نہیں، تواسی طرح پوری کائنات وانسان کی تخلیق اور موت وحیات کا تسلسل رب کائنات کے ارادہ، ان کے حکم اور حکمت کے بغیر کیسے ممکن ہے ؟ جس طرح انسان اپنے مال اور مملوکہ اشیاء پر قبضہ رکھتاہے اور وہ کہتا بھی ہے کہ میرے پاس مال کثیر ہے اور میں جس طرح چاہوں اپنامال استعمال کر سکتاہوں تو پھر اس کو مالک حقیقی کا قبضہ اورانسانی حیات وموت پر ان کا تسلط کیوں سمجھ نہیں آتا۔ جو بھی ان آیات کے دونوں حصوں کو اور دونوں کے سوالیہ انداز کو ملا کر دیکھے گا اسے اللہ تعالی کا واضح استدلال سنائی دے گا کہ اگر انسانی کنبے، قبیلے اور معاشرے کے لیے کفیل و منتظم ہوناضروری ہے تو کائنات کی تخلیق و تنظیم کے لیے محرک وناظم کا ہونا بطریق اولی ضروری ہے، لہذا انسان کو سمجھنا چاہئے کہ اسے اپنے اموال کو خریدنے، دیکھنے، رکھنے، استعمال کرنے اور فروخت کرنے کی جو قوت حاصل ہے وہ محض عارضی، جزوی اور آزمائشی ہے جبکہ مالک کائنات کو اپنی مخلوق پر حقیقی، مکمل اور مستقل اختیار واقتدار حاصل ہے۔

اسلوب دوم: شاہ ولی اللہؒ کی وضع کردہ اصطلاح کے مطابق ان آیات کا تعلق تذکیر بآلآء اللہ کے مضمون سے ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر غور کرے کہ وہ ایک حیرت انگیز مخلوق ہے اس کی شکل وصورت، اس کے خدوخال، نقش ونین اور اُن میں پائے جانے والی قوتیں، قابلیتیں اوراحساسات قدرت کا عظیم شاہ کار ہیں۔ پھر ان مادی نعمتوں کے علاوہ علمی، فکری اور ہدایتی صلاحیتیں اس کی عقل وذہن اور قلب میں موجود ہیں، جن کی بنیاد پر اسے اپنے بہت سے فوائد ونقصانات اور خیر وشر کی پہچان کے ساتھ ساتھ اسے بے پناہ آزادانہ اختیارات بھی حاصل ہیں جس کی وجہ سے اس کے پاس صحیح یاغلط راستہ اپنانے، اپنی عادتیں سنوارنے اور بگاڑنے بلکہ کسی حد تک اس دنیا کو امن یافساد کی آماجگاہ بنادینے کا اختیار بھی موجود ہے۔ اب سوال یہ کہ کیا یہ چیزیں انسان نے خود اپنے اندر پیدا کی ہیں یا کسی اور ہستی کا عطیہ ہیں ؟ اور جب انسان اچھی طرح یہ سمجھتاہے کہ اس نے اپنے آپ کو خود پیدا نہیں کیا اور اس جیسی کسی دوسری مخلوق نے بھی اسے پیدا نہیں کیا تو پھر اس کے پاس خالق حقیقی کے احسانات کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہِ کار نہیں رہ جاتا۔

اسی استدلال کو ایک اور مقام پر قرآن یوں بیان کرتاہے: أَمۡ خُلِقُوا مِنۡ غَيۡرِ شَيۡءٍ أَمۡ هُمُ الۡخَالِقُونَ، اَمۡ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالۡأَرۡضَ بَلۡ لَا يُوقِنُونَ؟[4] اسی طرح قرآن چاہتاہے کہ انسان اپنی چندناپائیدار خوبیوں سے دھوکہ نہ کھائے بلکہ وہ اپنی مجبوری اور بے بسی کا مشاہدہ کرے کیونکہ وہ خود جانتاہے کہ وہ نحیف پیدا ہوا اور ضعف کی زندگی کی طرف بڑھ رہاہے۔ وہ یہ بھی سمجھتاہے کہ وہ کسی وقت بھی کسی ناگہانی آفت میں مبتلا ہو سکتاہے اور ساری نعمتیں چھن سکتی ہیں۔ مذکورہ دلائل انسان کو اس حقیقت کا ادراک دیتے ہیں کہ وہ خود اور اس کی ساری کائنات کسی اور ذات اقدس کے قبضہ قدرت میں ہے جو اس کی نگرانی کر رہے ہیں، وہی اکیلے اس کے خالق ومالک ہیں تو پھر وہ کیوں نہیں یقین کرتا کہ اس کے پاس موجود تمام نعمتیں، ظاہر وپوشیدہ قوتیں اورآزادانہ صلاحیتیں اس کے رب تعالی کی ودیعت کردہ امانتیں اور مہلتیں ہیں، اور یہی اس کی ذمہ داریاں ہیں جو اس کو اللہ تعالی کے شکر اور ان سے وفاداری کرنے پر برانگیختہ کرتی ہیں۔

4 . حصہ سوم: خاندانی اور معاشرتی تعلقات (محنت کا دائرہ دوم اور سوم) آیت نمبر 11 تا 16

سورہ کی ابتدامیں جس مضمون کے اشارات دیئے گئے تھے ،اس حصہ میں اس کی وضاحت دی جارہی ہے ،چنانچہ پہلے حصے میں "ووالدوماولد" کے الفاظ سے خاندانی ضرورت ومشقت ظاہر کی گئی تھی اور یہاں "یتیماًذامقربۃ" کے الفاظ سے اس کا حل

4 Al-Qur'an, Al-Toor, 52:35-36.

دیا گیا ہے۔اسی طرح وہاں پر "البلد" اور "أنت حِلّ" کے الفاظ سے معاشرتی حاجات کی طرف اشارہ کیا گیا تھا اور زیر تبصرہ آیات میں "مسكيناً ذامتربة" سے اس کی محنت کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، اوران دونوں کو ملا کر قرآن عزیز نے نہایت منفرد اسلوب اختیار کرتے ہوئے فرمایا: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ،وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ،فَكُّ رَقَبَةٍ،أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ،يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ،أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ[5]

مذکورہ آیت میں "اقتحم" کے معنی "مشکل اور سختی کے ساتھ گذرنے" کے ہیں6، پھر "عقبہ" کے معنی "گہری کھائیوں والی پہاڑی گذرگاہ"7 اور دشوار گذار راستہ کے ہیں جو انسان اوراس کی منزل مقصود کے درمیان طویل اور گہرا فاصلہ پیدا کرنے کا باعث ہو۔ امام راغب اصفہانی اس کی توضیح فرماتے ہیں: هو تنبيها أنّ الإنسان خلقه الله تعالى على حالة لا ينفكّ من المشاقّ ما لم يقتحم العقبة ويستقرّ به القرار[8]-دوسری جگہ لکھتے ہیں: وتلك العقبة موانع من أحوال لا يصل إليها إلا الصالحون[9] اسی طرح شیخ بقاعی فرماتے: هينوهي طريق النجاة[10]

پھر ساتھ ہی مذکورہ آیت میں قرآن کا سوالیہ اچھوتا اسلوب تیسرا اہم نکتہ ہے اور یہ تین چیزیں مل کر اس سورۃ کے پہلے حصے کے کلمہ "کبد" کی وضاحت کر رہی ہیں۔ جس سے سورہ مبارکہ کا مقصد واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید خاندانی اور سماجی اداروں کے لئے محنت ومشقت کے وجوب کو فطری دلائل کے ساتھ ثابت کر رہا ہے۔اس حوالے سے آیت میں دو قسم کی حاجتمندی اور اس کے علاج کا ذکر ہے۔اول "فك رقبة" غلام اور ہر مصیبت زدہ کی گردن کو ظالم کے پھندے سے نجات دلانا 11، اور دوم "اطعام في يوم ذي مسغبة" بھوک اور افلاس کا تدارک کرنا، اور غلامی، افلاس اور ان جیسے استحصالی حربے ہی اجتماعی زندگی کا وہ فساد اور بگاڑ ہے جس کو قرآن میں زندگی کا بوجھ اور گردنوں کا طوق قرار دیتے ہوئے فرمایا: ويضع عنهم اصرهم والاغلال التى كانت عليهم[12]، اور واضح کیا کہ بعثت نبوی کا مقصد اس بوجھ اور طوق سے انسانیت کو آزادی دلانا ہے۔

واضح رہے کہ مادی زندگی کے اعتبار سے اس سورہ میں انسان کی دو بنیادی ضرورتوں آزادی اور خورراک کا اور دو اجتماعی ضرورتوں خاندان اور معاشرہ کا ذکر ہے، اور اس کے لئے سخت محنت ومشقت کا حکم دیا گیا ہے۔اس بیان میں کمال درجے کا اجمال اور پوشیدہ اشارات ہیں جن کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی روشنی میں انسان کی تمام ضروریات اور ان کے تدارک کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تا کہ معلوم ہو سکے کہ قرآنی تدبر مسلم ماحولیات میں کس طرح کی تبدیلی رونما کر سکتا ہے۔

5. شرعی لحاظ سے انسانی ضروریات اوران کا حل

عقلی اور فطری بنیاد پر دیکھا جائے تو یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ محنت ومشقت کے بغیر کسی انسان کا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔اور یہ بھی کہ یہ محنت خاندانی اور معاشرتی دو طرح کی اجتماعیت کے بغیر ممکن نہیں۔کیونکہ حیات انسانی کے لئے اجتماعی محنت ضروری ہے، کوئی انسان تنہا اپنی تمام

---

5 Al-Qur'an, Al-Balad, 90:11-16.

6 Al-Zamakhshari, Jarullah, Al-Kashaf Un Haqaiq Ghawamd Al-Tanzil, (Dar Al-Kitab Al-Arabi, Beirut), Third Edition, 1407AH, 4/756.

7 Al-Afriqi, Ibn Manzoor, Lisan al-Arab, Harf al-Ba'a, Fasl al-Ain, Madah: Aqab,
(Dar E Sadir, Beirut, third edition, 1414AH), 1/621.

8 Ragheb, Imam, Isfahani, Al-Mufradat, Kitab Al-Kaf, Bazil Mada: Kabad.

9 Ibid, Kitab al-Ba'a, the Bazail Mada: Barzakh.

10 Al-Baqa'i, Ibrahim Bin Umar, Nazamid Durrar Fi Tanasib Ul Ayat Wassuwar, (Dar Al-Kitab Al-Islami, Cairo, 22/59.

11 Ibid 22/62.

12 Al-Qur'an, Al-A'raf, 7:157.

ضرورتیں پوری نہیں کر سکتا بلکہ مختلف لوگ انفرادی یا اجتماعی سطح پر کام کر کے اپنی اور دوسروں کی ضرورتیں پوری کرتے ہیں اور ہر انسان دوسرے انسانوں کا ہر وقت محتاج رہتا ہے۔ ان میں سے کچھ ضرورتیں وہ ہیں جو اشیاء کے حصول سے تکمیل پاتی ہیں جبکہ بعض انسانی تقاضے براہ راست دوسرے انسان کی خدمات کے محتاج ہوتے ہیں اور ان تمام چیزوں اور خدمات کے منافع کے حصول کے لئے ہر انسان ہمیشہ دوسرے انسانوں کا محتاج ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر انسانی خوراک کا ایک حصہ کم از کم اس کی صبح یا شام کی دو چپاتیاں ہیں اور ان دو چپاتیوں کی تیاری اور ان کے لوازمات کا حصول تنہا کسی انسان کے بس کی بات نہیں ہے، کیونکہ اس کے لئے اناج اگانا، کاٹنا، صاف کرنا، پیسنا، گوندنا، ایندھن حاصل کرنا، آگ جلانا اور مختلف آلات سے پکانا ضروری ہے، تب جا کر ایک انسان کی ایک چپاتی بنتی ہے اور یہی حال باقی تمام ضروریات کا ہے۔ اگر ایک فرد کسی ایک چیز پر محنت کرے تو باقی ضرورتیں حاصل کرنے کا وقت اس کے پاس نہیں بچتا۔ اس لئے فطری تقاضا ہے کہ مختلف لوگ مختلف کاموں کو مستقل طور پر اختیار کریں اور پھر تمام لوگ آپس میں اپنی ضروری اشیاء اور خدمات کا تبادلہ کر لیں۔

وہ رب کریم جس نے انسان اور اس کے ماحول کو تخلیق فرمایا ہے، وہ اپنی مخلوق سے زیادہ اس کی احتیاج سے باخبر ہیں، ایک اندازے کے مطابق قرآن وسنت کی روشنی میں ایک انسان کی بارہ بنیادی ضرورتیں بیان کی جاسکتی ہیں، جن میں سے چھ ذاتی اور چھ اجتماعی ہیں، ان حاجات کی ترتیب و تنظیم وقت اور حالات کے تناسب سے مختلف رہتی ہے اور کوئی سماج ان سے بے اعتنائی نہیں برت سکتا۔ ذیل میں یہ بنیادی ضرورتیں، ان کا تجزیہ اور شرعی تطبیق جامعیت اور اختصار کے ساتھ پیش خدمت ہیں:

5.1 **شخصی ضروریات:** ہر انسان کی یہ ذاتی اور انفرادی ضروریات ہیں، جن کا پورا ہونا لازمی ہوتا ہے:

1- طعام	2- لباس	3- رہائش
4- صحت	5- تعلیم وتربیت	6- راحت

ان میں سے پہلی تین اولیں انفرادی ضرورتیں ہیں جن کی طلب ہر انسان میں ہے، ان کا ذکر قرآن پاک میں اکٹھے آیا ہے: إِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرَى، وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحَى[13]، جبکہ آخری تین بھی ذاتی اور انفرادی ضرورتیں ہیں مگر ان کی اہمیت فرد کے حوالے سے دوسرے درجے کی مگر قومی اعتبار سے اولین نوعیت کی ہے اور ان کی تکمیل بھی اجتماعی شکل میں ہوتی ہے، جیسا کہ صحت میں ڈاکٹر، علم میں استاد اور تفریح میں شریک کار کا ہونا لازم ہے۔

(1) **اکل وشرب:**

(1) يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا[14]

(2) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ[15]

(3) وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا[16]

(4) كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ[17]

(2) **زیب وزینت:**

(1) قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا[18]

(2) وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُمْ بَأْسَكُمْ[19]

---

13 Al-Qur'an, Ta-Ha, 20:118-119.
14 Al-Qur'an, Al-Baqarah, 2:168.
15 Al-Qur'an, Al-Baqarah, 2:172.
16 Al-Qur'an, Al-Ma'idah, 5:88.
17 Al-Qur'an, Al-Furqan, 23:51.
18 Al-Qur'an, Al-A'raf, 7:26.

(3) **مساکن:**

(1)وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوتِكُمْ سَكَنًا[20]

(2)أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ[21]

(4) **صحت وتندرستی:**

(1)وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ[22]

(2)يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ[23]

(3)قال۔رسول اللهُ: قَدْ عَافَانِيَ اللَّهُ وَشَفَانِي[24]

(4)وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ حَقًّا، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ[25]

(5)لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ[26]

(5) **تعلیم وتربیت:**

(1) كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ[27]

(2)اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ... الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ[28]

(6) **تفریح اور اطمینان قلب:**

(1)فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ[29]

(١)وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا[30]

(1)قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا[31]

(2)خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ[32]

(3)طه، مَا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى[33]

(4)وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى[34]

5.2 اجتماعی ضروریات: ہر انسان کو معاشرے میں ان اجتماعی ضروریات سے واسطہ پڑتا ہے:

1۔	خاندانی تعلقات	2۔	مواقع روزگار	3۔	پیداواری ذرائع
4۔	دفاع وقیام امن	5۔	قیام عدل واحتساب	6۔	انتظامی ادارے

19 Al-Qur'an, An-Nahl, 16:81.
20 Al-Qur'an, An-Nahl, 16:80.
21 Al-Qur'an, Al-An'am, 6:56.
22 Al-Qur'an, Ash-Shu'ara, 26:80.
23 Al-Qur'an, An-Nahl, 16:69.
24 Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-jami Al-Sahih, Kitab Al-Tib, Bab Al-Sihr, (Dar Touq Al-Najat, first edition, 1422 AH), Hadith No.: 5766.
25 Ibid, Kitab Al-Tahajud, Bab Mikara Man Tarak Qiyam ul Layl, Hadith number: 1153.
26 Al-Muslim, Muslim Bin Hajjaj, Al-Musnad Al-Sahih, Kitab Al-Salam, Bab Lekul E Da e Dawa (Dar 'iihya' alturath Al-Arbi, Beirut), Hadith No.: 2204
27Al-Qur'an, Al-Baqarah, 2:151.
28Al-Qur'an, Al-'Alaq, 96:1.
29Al-Qur'an, An-Nisa', 4:3.
30Al-Qur'an, Ar-Rum, 30:21.
31Al-Qur'an, Yunus, 10:57.
32Al-Qur'an, Al-Anfal, 8:199.
33Al-Qur'an, Ta-Ha, 20:2.
34Al-Qur'an, Adh-Dhuha, 93:5.

مذکورہ بالا چھ اضافی ضروریات در حقیقت سابقہ ضروریات کا تتمہ ہیں، یہ اپنی پیدائش اور تکمیل ہر دونوں اعتبار سے اجتماعیت و معاشرت سے وابستہ ہیں۔ ان میں حقوق و فرائض دونوں اکٹھے ہو جاتے ہیں، لہذا یہ ضرورتیں بھی ہیں اور ضروریات کا حل بھی، ان کے بغیر انسان کی ذات محض ادھوری، بے چین اور خطرات میں گھری ہوئی نہیں ہوتی بلکہ ان کے بغیر اکثر ذاتی تقاضوں کا حصول ہی ناممکن ہے۔ شرعی طور پر انکی حیثیت فرض کفایہ کی سی ہے اور ایک لحاظ سے فرض کفایہ کو فرض عین پر فوقیت حاصل ہے کہ فرض عین کے فقدان سے فرد واحد کا نقصان ہوتا ہے اور فرد واحد ہی گناہ گار ہوتا ہے اور فرض کفایہ کے عدم سے ملی نقصان ہوتا ہے اور پوری قوم گناہ گار ہوتی ہے۔ ان چھ عنوانات میں قرابتداری، معیشت اور ریاستی امور شامل ہیں۔ چنانچہ ان میں سے پہلے تین کا تعلق قرابتداری اور معیشت سے ہے جبکہ آخری تین کا تعلق ریاستی اور سیاسی عوامل سے ہے:

(1) **خاندانی تعلقات**:

(1) وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ[35]

(2) وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ[36]

(3) وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ[37]

(4) وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۔۔ وَهُمَا يَسْتَغِيثَانِ اللَّهَ وَيْلَكَ آمِنْ[38]

(5) فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ[39]

(6) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ[40]

(2) **مواقع روزگار**:

(1) وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ[41]

(2) قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا[42]

(3) وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ[43]

(4) نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا[44]

(5) وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا[45]

(6) الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا[46]

(3) **پیداواری ذرائع**: ان اسباب و وسائل میں چار چیزیں زیادہ اہمیت رکھتی ہیں:

اول: زراعت:

(1) وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ[47]

(2) يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ[48]

35Al-Qur’an, Al-Baqarah, 2:25.
36Al-Qur’an, An-Nisa’, 4:1.
37Al-Qur’an, Al-Isra’, 17:26.
38Al-Qur’an, Al-Ahqaf, 46:15-17.
39Al-Qur’an, Muhammad, 47:22.
40 Al-Bukhari, Al-Jami` Al-Sahih, Kitab Al-Adab, Bab Atham Al-Qati, Hadith No.: 5984.
41Al-Qur’an, Al-A’raf, 7:10.
42Al-Qur’an, Al-A’raf, 7:32.
43Al-Qur’an, An-Nahl, 16:14.
44Al-Qur’an, Az-Zukhruf, 43:32.
45Al-Qur’an, An-Nahl, 16:15.
46Al-Qur’an, Ta-Ha, 20:53.
47Al-Qur’an, Al-An’am, 6:141.
48Al-Qur’an, An-Nahl, 16:11.

(3)وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْ نَبَاتٍ شَتَّى [49]

دوم: صنعت:

(1)وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِنْ بَأْسِكُمْ [50]

(2)وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ[51]

وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ [52]

(3)وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ[53]

سوم: تجارت:

(1)لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ [54]

(2)وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ [55]

(3)لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً[56]

(4)وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا[57]

(5)فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّه[58]

چہارم: اجرت کاری:

(1)ورَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا [59]

(2)إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ [60]

(3)أَعْطُوا الْأَجِيرَ حَقَّهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ[61]

(4)دفاع وقیام امن:

(1)فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ ...مَيْلَةً وَاحِدَةً[62]

(2)وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ[63]

(3)وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ ..

.مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا[64]

(4)فَأَيُّ الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ[65]

(5)الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ [66]

49Al-Qur'an, Ta-Ha, 20:53.
50Al-Qur'an, Al-Anbiya', 21:80.
51Al-Qur'an, Saba' , 34:10.
52Al-Qur'an, Saba' , 34:12.
53Al-Qur'an, Al-Hadid, 57:25.
54Al-Qur'an, Al-Baqarah, 2:198.
55Al-Qur'an, Al-Baqarah, 2:275.
56Al-Qur'an, An-Nisa', 4:29.
57Al-Qur'an, At-Taubah, 9:21.
58Al-Qur'an, Al-Jum'ah, 62:10.
59Al-Qur'an, Az-Zukhruf, 43:32.
60Al-Qur'an, Al-Qasas, 28:26.
61 Ibn Zanjawiyah, Al-Amwal, (Markaz-ul-Mulk Faisal Lil-Bahuth wa Al-Darasat Al-Islamia, Saudi Arabia, first edition, 1986), 3/1126, Hadith No. 2091; Ibn Majah, Muhammad bin Yazid, Al-Sunan, Kitab al-Rahn, Bab Ajr Ijraa, Hadith No.2443.
62Al-Qur'an, An-Nisa', 4:102.
63Al-Qur'an, Al-Anfal, 8:60.
64Al-Qur'an, An-Nur, 24:55.
65Al-Qur'an, Al-An'am, 6:81.

(6)وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ[67]

(7)اللَّهُمَّ أَهْلِلْهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالإِسْلَامِ، رَبِّي وَرَبُّكَ اللَّه[68]

(5)قیام عدل واحتساب:

(1)إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ[69]

(2) كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ[70]

(3) كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ[71]

(4)لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ[72]

(6)انتظامی ادارے: ان اداروں سے متعلق کم از کم دس طرح کے احکام نصوص میں موجود ہیں:

اول: حاکمیت الٰہیہ:

(1)وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ[73]

(2)فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ[74]

(3)وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ[75]

دوم: اقامت دین:

(1)وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ[76]

(2)شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ... أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ[77]

(3)ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ[78]

(4)هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ[79]

سوم: نصب حاکم اعلی:

(1)إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا[80]

(2)وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ[81]

(3)يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ[82]

(4)وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا[83]

(5)يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ[84]

66Al-Qur’an, Al-An’am, 6:82.
67Al-Qur’an, An-Nazi’at, 79:10-12.
68 Al-Tirmidhi, Al-Jami’, Abwab Al-Daeawat, Bab Mayqul Eind Ruyat Al-Hilalu (Dar Al-Gharb Al-Islami, Beirut, 1998 AD), Hadith No.3451.
69Al-Qur’an, An-Nisa’, 4:52.
70Al-Qur’an, An-Nisa’, 4:135.
71Al-Qur’an, Al-Ma'idah, 5:8.
72Al-Qur’an, Al-Hadid, 57:25.
73 Al-Qur’an, Fusilat, 42:10.
74Al-Qur’an, An-Nisa’, 4:59
75Al-Qur’an, Al-Ma'idah, 5:44.
76Al-Qur’an, Al-Ma'idah, 5:70.
77Al-Qur’an, Fusilat, 42:13.
78 Al-Qur’an, At-Taubah, 9:36.
79Al-Qur’an, At-Taubah, 9:33.
80Al-Qur’an, An-Nisa’, 4:58.
81Al-Qur’an, An-Nur, 24:55.
82Al-Qur’an, Sad, 38:42.
83Al-Qur’an, Al-Baqarah, 2:247.

(6) رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ[85]

(7) إِنَّا مَكَّنَّا لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِن كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا، فَأَتْبَعَ سَبَبًا[86]

(8) إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا[87]

(9) وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَى[88]

(10) كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لاَ نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ[89]

(11) إِنْ أُمِّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ مُجَدَّعٌ ـ حَسِبْتُهَا قَالَتْ ـ أَسْوَدُ يَقُودُكُمْ بِكِتَابِ اللهِ، فَاسْمَعُوا لَهُ وَأَطِيعُوا[90]

چہارم: قانون ساز ادارہ:

(1) وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ[91]

(2) وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ[92]

پنجم: عدالت واحتساب: اس کا تذکرہ اوپر گذر چکا ہے۔

ششم: امر بالمعروف نہی عن المنکر:

(1) وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ[93]

(2) كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ[94]

ہفتم: وزراء وعاملین:

(1) وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ[95]

(2) إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا[96]

(3) اجْعَلْنِي عَلَى خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ[97]

(4) وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي، هَارُونَ أَخِي، اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي، وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي[98]

(5) وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا .. وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ[99]

ہشتم: بیت المال:

(1) خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا[100]

(2) إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا[101]

---

84 Al-Qur'an, An-Nisa', 4:59.
85Al-Qur'an, Yusuf , 12:99.
86Al-Qur'an, 18:83-85.
87Al-Qur'an, An-Nur, 24:51.
88Al-Qur'an, Sad, 38:24.
89 Al-Bukhari, Al-Jami' Al-Sahih, Kitab Ahadith Al-Anbia, Bab Ma Zakara Un Bni Israel, Hadith No. 3455.
90 Al-Muslim, Al-Musnad Al-sahih, Kitab Al-Haj, Bab Istihbab Rumy E Jamrat, Hadith No.1298.
91Al-Qur'an, Aali Imran, 3:159.
92Al-Qur'an, An-Nisa', 4:83.
93 Al-Qur'an, Aali Imran, 3:104.
94Al-Qur'an, Aali Imran, 3:110.
95Al-Qur'an, Al-Baqarah, 2:188.
96Al-Qur'an, At-Taubah, 9:55.
97Al-Qur'an, Yusuf , 12:55.
98Al-Qur'an, Ta-Ha, 20:29-32.
99Al-Qur'an, Al-Anbiya', 21:73.
100 Al-Qur'an, At-Taubah, 9:103.
101Al-Qur'an, At-Taubah, 9:55.

(3)الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ"[102]

نہم: بین الاقوامی امور:

(1)وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً[103]

(2)وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ[104]

(4)وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ ۔۔ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ[105]

دہم: غیر مسلم اقلیتیں:

(1)حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ[106]

(2)لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ ۔۔۔ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ[107]

(3)مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ[108]

انسان کی اصل ضرورت اس کی ذاتی ہے جس پر اس کی زندگی منحصر ہے مگر اس ذاتی تقاضے کا حصول اجتماعی حوائج کے نظم پر مبنی ہے۔یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی ذاتی ضرورتوں میں اس کے حقوق کا پہلو،اور اجتماعی ضرورتوں میں اس کے فرائض کا پہلو زیادہ نمایاں ہوتا ہے،اور ہر انسان مختلف اوقات میں ایک ہاتھ سے حقوق لیتااور دوسرے ہاتھ سے فرائض ادا کرتا ہے۔یہ دونوں کام فطری طور پر برابر کی دل چسپی اور خلوص کا تقاضا رکھتے ہیں۔اس حوالے سے ایک خود غرض انسان اپنی ذات کو مطمح نظر بنا کر اجتماعی تقاضوں کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے معاشرے میں طلاطم اور فساد برپا تاہے،لیکن حقیقت یہ کہ اکثر لوگ اس طرح کریں تو اجتماعی ڈھانچہ قائم نہیں رہ سکتااور قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ وہی خود غرض لوگ خواہ جتنے قوی ہوں اللہ کے حکم سے آخر کار انتہادرجہ کی رسوائی کا شکار ہوتے ہیں[109]اور ماضی میں اسی مقصد کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے رہے اور ختم نبوت کے بعد نبوی متبعین کا انتخاب ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ کا مبارک دین ان اجتماعی تقاضوں کی تکمیل کے لئے اجتماعی اداروں کی تنصیب و تنظیم پر خاص توجہ دیتا ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ کا دین کامل اس فطری تقاضے کو ترک کردے اور لمحہ بھر کے لئے بد دیانت فاسقین کو اسلامی معاشرے پر مسلط ہونے کی اجازت دے، چنانچہ خطبہ حجۃ الوداع میں آپ کا یہی موضوع سخن تھا،جس میں اجتماعی حقوق کے استحصال کو زمانہ جاہلیت کا خاصہ کہا گیااور اس کی رسوم وروایات کو نبوت کے پاوں تلے روندنے کی بات فرمائی،اور فرمایا: باہم ایک دوسرے کی جان،مال اور عزت کا تحفظ مسلمانوں کا مذہبی فریضہ ہے اور اس فریضہ کو اللہ کے نزدیک وہی تقدس حاصل ہے جو تقدس بیت اللہ،ماہ ذوالحجہ اور یوم عرفہ کو حاصل ہے[110]

زیر تبصرہ سورہ میں جس محنت ومشقت کا حکم دیا گیا ہے اس میں ذاتی اوراجتماعی دونوں سطح کی محنت شامل ہے اور مذکورہ بالا تمام ضرورتیں اس کے تحت آتی ہیں،اور اسلامی نصوص پوری صراحت سے ان ضروتوں کو تسلیم کرتی ہیں۔اور خاندانی اور سماجی محنت کے لئے قرآن کے خصوصی

102Al-Qur'an, Al-Haj, 22:41.
103Al-Qur'an, At-Taubah, 9:36.
104Al-Qur'an, At-Taubah, 9:6.
105Al-Qur'an, Al-Fat'h, 48:24.
106Al-Qur'an, At-Taubah, 9:29.
107Al-Qur'an, Al-Mumtahanah, 60:8.
108 Al-Bukhari, Al-Jami' Al-Sahih, Kitab Al-Jazia, Bab Ithm Min Qatal E Muhaida, Hadith No.3166.
109Al-Qur'an, Al-Baqarah, 2:251.
110 Al-Muslim, Al-Musnad Al-sahih, Kitab Al-Haj, Bab Hujat Al-Nabi ﷺ, Hadith No.1218.

حکم سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ اسلام ذاتی مشقت پر اجتماعی اور ملی مشقت کو فوقیت دیتا ہے۔ اور اسے منظم طریقے سے جاری رکھنے کا حکم دیتا ہے، اس لئے ان دونوں اداروں کا تذکرہ اس سورہ کے پہلے اور تیسرے حصے میں دو مرتبہ کیا گیا ہے، پہلی بار کے تذکرہ میں معاشرہ کو اور دسری بار میں خاندان کو اولیت دے کر یہ اشارہ دیا گیا ہے کہ دونوں نظام ایک دوسرے کے لئے اور حیات انسانی کے لئے بہت اہم ہیں۔

اسلام کے اس منظم منصوبہ کی تشکیل اسوہ حسنہ کی صورت میں اس طرح ظاہر ہوئی کہ خاندان کے لئے صلہ رحمی کا حکم دیا گیا جس کو قانون اسلام میں کفالت خاصہ کہا جاتا ہے تاکہ جس طرح والدین اپنے بچوں کی کفالت کرتے ہیں اس طرح والدین کی ضرورت کے وقت اولاد اپنی ذمہ داری پوری کرے اور مالدار قرابتدار اپنے تمام حاجتمند قرابتداروں کی کفالت کریں۔ اس کے تفصیلی احکام کتب حدیث و فقہ میں موجود ہیں۔ دوسرا نظام کفالت عامہ ہے جس کے لئے زکوٰۃ و صدقات کا نظم اسلام کے اساسی رکن اور اہم عبادت کی حیثیت سے قائم کیا گیا ہے۔

اس کے قیام کے لئے بطور حکمران رسول اللہ ﷺ کو باقاعدہ حکم دیا گیا:

"خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا"[111] اور اس کو ہمیشہ کے لئے اسلامی نظم سیاست کا ایک اہم مقصد قرار دے کر فرمایا گیا: الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ"[112]، اس کے ساتھ زکوۃ کے علاوہ صدقات کا نظام نبی اکرم ﷺ نے مواخات مدینہ کے موقع پر فرض کفایہ کے طور پر لاگو کیا اور اسی طرح عہد نبوی میں جب مدینہ طیبہ کی شہری آبادی کو صاف پانی مہیا کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی تو صحابہ کرام کو ترغیب دی گئی کہ وہ بیر رومہ خرید کر مسلم آبادی کے لئے وقف کریں، یہ فرض کفایہ داماد رسول عثمان بن عفان رضوان اللہ علیہ نے پایہ تکمیل تک پہنچایا[113] قرآن نے اس کو ضرور تمندوں کا حق قرار دیا[114]

6. حصہ چہارم: انسانی کامیابی اور ناکامی کا معیار اور محنت کا ثمر (آیت نمبر 17 تا 20)

یہ اس سورہ کا آخری حصہ ہے اور اس میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں:

6.1 انسانی فلاح کا قرآنی معیار:

یہاں پر لفظ "ثُمَّ" کے مفہوم میں بھی اختلاف ہے، اکثر نے حقیقی مفہوم ترک کر کے یہ تاویل کی کہ یہ واو عاطفہ کے معنی میں ہے یا اس سے ایمانی فضیلت و اہمیت کا بُعد و تاخّر مراد ہے، جس کا مطلب یہ ہو گا کہ انسانی بھلائی کے کاموں کے ساتھ ایمان بہت ضروری ہے اور ایمان کو ان کاموں پر فوقیت حاصل ہے، جبکہ بعض متاخرین نے کلمہ "ثم" سے زمانی تاخیر کے ظاہری اور حقیقی معنی مراد لئے ہیں، اس کا مفہوم یہ کہ "جب محتاجوں کی مدد کرو گے تب اہل ایمان میں سے بنو گے" اور یہی مقصود قرآنی ہے جس کے لئے کلمہ "عقبہ" اور اس کے بعد "ثُمَّ" لایا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو پرزور طریقے سے غلاموں اور ضرور تمندوں کی مدد پر آمادہ کیا جائے اور خصوصاً جو مسلمان اپنی کامیابی اور نجات کے لئے انسانی ہمدردی کو اہمیت نہیں دیتے انھیں بتادیا جائے کہ قرآن ایمان کو انسانی مواصلت سے مشروط کرتا ہے بلکہ خالی ایمان قبول ہی نہیں کرتا اور اسے رہبانیت قرار دیتا ہے اور یہی مضمون سورہ ماعون میں ہے جس میں یتیم و مسکین کی عدم معاونت کو پوری صراحت سے بددینی قرار دیا گیا ہے[115]

اور حدیث ہے: لاايمان لمن لا أمانة له ولا دين لمن لا عهد له[116]

111Al-Qur'an, At-Taubah, 9:103.
112Al-Qur'an, Al-Haj, 22:41.
113 Ibn Hajar, Imam, Asqalani, Fateh Al-Bari, (Dar Al-Ma'rifah, Beirut, 1379 AH), 5/408.
114Al-Qur'an, Adz-Dzariyah, 51:19.
115 Aisha Bint Shati, Alaejaz Albayany LilQur'an wa Masayil Ibn Azraq,
(Dar Al-Maarif, Cairo, 1971), p. 190.
116 Ibn Habban, Sahih, Kitab al-Iman, Bab Farz al-Iman, Dhikr Khabr Yadul e Ali,

جب آیت کا حقیقی مفہوم قرآن وحدیث کی مطابقت کا حامل ہے تو اس میں تاویل کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ رہا ایمان کا پورے دین کے لئے اولیں شرط اور بنیاد ہونا، سو، وہ تو ایک امر مسلم ہے، اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا، اسی سورہ میں قرابتی یتیم اور ترابی مسکین کے ذکر سے پہلے ایمانی معرفت کا بیان موجود ہے، لہٰذا "ثم" کا حقیقی مفہوم اس کے مجازی معنی سے بہتر ہے، کیونکہ قرآن خود ایمان کے لئے عملی زندگی کو لازم قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے: ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك هم الکافرون[117]۔ پس معلوم ہوا کہ قرآن مجید صاحب ایمان کی کامیابی کے لیے خاندانی اور معاشرتی خیر کے نظام کو ضروری قرار دیتا ہے۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ خیر کے نظام پر ایمان کا تقدم ہے یا ایمان پر خیر کے نظام کو برتری حاصل ہے؟ اس کے دو جواب دیئے جاسکتے ہیں:

جواب اول: ایمان کے حوالے سے دو چیزیں اہم ہیں: اول: بندہ کا ایمان قبول کرنا، دوم: ایمان کا اللہ کے ہاں مقبول ہونا۔ پہلی صورت تمام اعمال کے لیے ضروری ہے اور اس حوالے سے ایمان مقدم ہے، لیکن دوسری صورت میں ایمان کی مقبولیت کا انحصار انسان کے عملی نظام پر ہے اور یہی بات اس سورت میں بیان کی جارہی ہے۔ اس لیے فرمایا گیا ہے ''ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ''کہ انسانی خیر خواہی کے جذبہ اور ممکنہ عملی اقدام کے بعد ہی ایمان قابل قبول ہوگا۔

جواب دوم: نصوص کی روشنی میں ایمان اور خیر کے عملی نظام کا موازنہ کیاجائے تو مختلف حوالوں سے دونوں کا ایک دوسرے پر انحصار ہے اور اصل بنیاد تو یہی ہے کہ ایمان ہی عمل سے مقدم ہے بلکہ عمل کا مدار ہی ایمان پر ہے، لیکن دوسرا پہلو یہ کہ انسانی بھلائی کے جذبہ سے عاری مسلمان کا ایمان اس قدر ناقص اور کمزور ہے کہ وہ اس کے بغیر اللہ کے ہاں کامل حیثیت کا حامل نہیں ہو سکتا، بلکہ بعض احوال میں ایسا مسلمان ملت اسلامیہ کے ضعف اور ملت کفریہ کی قوت کا سبب بن کر منافقت کے کردار کا حامل ہو جاتا ہے اور منافقین سے متعلقہ قرآن کی مدنی آیات اس کی کھلی شہادت دیتی ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ایمان ایک لحاظ سے اعمال خیر پر فائق اور دوسرے لحاظ سے وہ ان کا محتاج ہے ۔اس لیے سورۃ کے اس آخری حصے میں انسانی کامیابی کے لیے محض ایمان اور محض انسانی فلاح کو نہیں بلکہ دونوں چیزوں کو ضروری قرار دیا گیا، اس کے ساتھ تیسری بات کا بھی اضافہ کیا گیا جو کہ ان دونوں کے لیے اور خاص طور پر عملی نظام خیر کے لیے بہت ضروری ہے، وہ ہے صبر اور ضبط نفس، جس کی مدد سے ایمان اور عمل خیر کے لیے قوت، استحکام، تسلسل اور تکمیل کا حصول ممکن ہوتا ہے۔ اس لئے آخر میں رب پر ایمان، مخلوق پر رحمت اور اپنے نفس پر صبر کا حکم دیا گیا ہے۔

6.2 محنت ومشقت کا دائرہ کار:

سورہ کے آخر میں انسانی کامیابی کا معیار بتانے کے ساتھ ایک کامیاب اور ناکام انسان کا فرق بیان کرتے ہوئے اصحاب المیمنہ یعنی وہ کامیاب لوگ جن کو دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال ملے گا اور اصحاب المشئمہ، جن کو نافرمانی کی وجہ سے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں ملے گا، کی اصطلاح وضع کی گئی ہے تاکہ دونوں قسم کے انسانوں کا عملی نقشہ پیش نظر رہے اور انسان کو فیصلہ کرنے میں سہولت ہو اور اسے یہ عزت وعظمت یا ذلت و رسوائی کا مقام یاد رہے اور وہ اپنی جدوجہد کو مثبت طور پر جاری رکھ سکے۔ جہاں تک محنت کے دائرہ کار تعلق ہے، تو اس حوالے سے سورہ کے تین مرکزی مضامین ہیں، جن کے متعلق قرآن چاہتا ہے کہ مسلمان ان تینوں کے عملی نفاذ کو اپنی اجتماعی حیات کا حصہ بنائیں اور اگر سورہ کے ابتدائیہ اور اختتامیہ کو مدنظر رکھاجائے تو ان کے ساتھ تین اور عنوانات کا اضافہ ہوجاتا ہے، جن کا تعلق قلب اور علم و فکر سے ہے۔ اس طرح مجموعی طور پر سورہ کے بیان کردہ محنت کے چھ میدان معلوم ہوتے ہیں اور وہ سورہ کی ترتیب کے مطابق کچھ یوں ہیں: تفکر قرآن، معرفت الہیہ، قرابتی فرائض، سماجی فرائض، صبر اور حقیقی کامیابی وناکامی کا استحضار۔

Hadith No.194.
117Al-Qur'an, Al-Ma'idah, 5:44.

7. نتائج مقالہ:

مقالہ ہذا سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

1. قرآن کی روشنی انسانی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بقاء استحکام کے لئے محنت کا وجود از حد لازم ہے۔
2. قرآنی احکام کے تناظر میں انسانی ضرورتوں کے حساب سے محنت کے 12 میدان واضح ہوتے ہیں، جن سے اسلامی معاشرے کی اساسی افکار واعمال اجاگر ہوتے ہیں۔
3. قران ہر مسلمان سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ ان میدانوں میں اپنی توانائیاں صرف کرے۔ محنت کو مثبت انداز میں بروئے کار لاتے ہوئے بے ایمانی، بد اخلاقی، بد عملی، غیر تعمیری اور ظلم وفساد کی راہ سے اجتناب کرے، کیونکہ محنت کا منفی انداز انسانیت کے لئے مہلک ہے۔
4. اسی محنت کے نتیجے کے طور پر انسان کامیاب یاناکام لوگوں کی فہرست میں شامل ہو گا اور جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہو گا۔
5. جس طرح نظم انسانی کے لئے محنت کا وجوب درکار ہے، اسی طرح کائنات کی تخلیق اور ہر نوع کی مخلوق کا تسلسل رب کے حکم و ارادہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اس لئے رب کی قدرت پر ایمان لانا ضروری ہے، جو اسے مالک کا شکر اور اس کی وفاداری پر آمادہ کرتے ہیں۔

8. خلاصہ کلام:

اس سورہ میں نہایت ہی جامعیت سے انسان کے ذاتی تقاضوں سے اجتماعی فرائض تک کے جمیع احوال کو زیر بحث لایا گیا ہے اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ زندگی کے بقاء اور استحکام کے لیے محنت کا وجود از حد لازم ہے۔ ہر مسلمان سے تقاضا کیا گیا ہے کہ وہ محنت کے ان میدانوں میں اپنی توانائیاں صرف کرے اور محنت کو مثبت انداز میں بروئے کار لاتے ہوئے بے ایمانی، بد اخلاقی اور بد عملی اور ظلم کا راستہ اختیار نہ کرے کیونکہ محنت کا منفی انداز انسانیت کے لئے مہلک ہے۔ محنت سے متعلق قرآن کی یہ تعلیم انسان کی عقل، روح اور دل میں اللہ کی محبت اور انسانی مرحمت پیدا کر کے اس کی فکری اور جسمانی قوتوں کو تمام بے سود نفسانی لذتوں اور ہر طرح کے ظلم وعدوان سے پاک کرتی ہے اور صرف اسی طریقے سے ہی اس کی فکری و عملی اہلیت نہایت دل جمعی سے اپنے کام سر انجام دے سکتی ہے اور ان حقائق کو اگر ایک مسلمان انشراح صدر سے سمجھ لے، تو اس کی ذاتی، قومی اور بین الاقوامی محنتیں رائیگاں جانے کی بجائے ثمر آور ہو سکتی ہیں۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)